قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

جمعرات 23 ستمبر 2021ء | 15 صفر 1443 ہجری قمری | 23 تبوک 1400 ہجری شمسی | جلد:3 | شمارہ:226

فرمانِ رسول ﷺ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرتے تھے۔ ”میں تیری عزت کی پناہ مانگتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تیری ایسی ذات ہے جسے موت نہیں جبکہ جن و انس فنا ہو جائیں گے۔“

(صحیح بخاری، کتاب التوحید باب قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

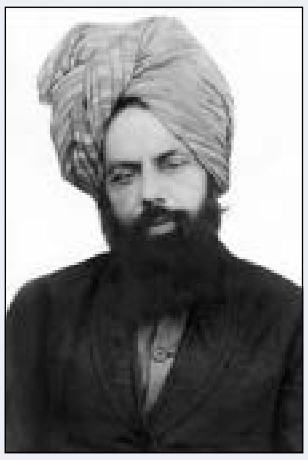

دلائل ہستی باری تعالیٰ

پھر ایک اور دلیل اپنی ہستی پر یہ دی جیسا کہ فرماتا ہے۔

لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَاۤ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ؕ وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ﴿۴۱﴾ (یٰسین:41)

یعنی آفتاب چاند کو پکڑ نہیں سکتا اور نہ رات جو مظہر ماہتاب ہے دن پر جو مظہر آفتاب ہے کچھ تسلط کر سکتی ہے۔ یعنی کوئی ان میں سے اپنی حدود مقررہ سے باہر نہیں جاتا۔ اگر ان کا کوئی مدبّر درپردہ نہ ہو تو یہ تمام سلسلہ درہم برہم ہو جائے۔ یہ دلیل ہیئت پر غور کرنے والوں کے لئے نہایت فائدہ بخش ہے کیونکہ اجرام فلکی کے اتنے بڑے عظیم الشان اور بے شمار گولے ہیں جن کے تھوڑے سے بگاڑ سے تمام دنیا تباہ ہو سکتی ہے۔ یہ کیسی قدرت حق ہے کہ وہ آپس میں نہ ٹکراتے ہیں نہ بال بھر رفتار بدلتے اور نہ اتنی مدت تک کام دینے سے کچھ گھسے اور نہ ان کی کَلوں پرزوں میں کچھ فرق آیا۔ اگر سر پر کوئی محافظ نہیں تو کیونکر اتنا بڑا کارخانہ بے شمار برسوں سے خود بخود چل رہا ہے۔ انہیں حکمتوں کی طرف اشارہ کر کے خدا تعالیٰ دوسرے مقام میں فرماتا ہے۔

اَفِي اللّٰهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (ابراہیم:11)

یعنی کیا خدا کے وجود میں شک ہو سکتا ہے جس نے ایسے آسمان اور ایسی زمین بنائی۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 369-370)

ارشاد باری تعالیٰ

لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَاۤ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ؕ وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ﴿۴۱﴾

(یٰسٓ:41)

ترجمہ: نہ تو سورج کو طاقت ہے کہ وہ اپنے سال کے دورہ میں کسی وقت چاند کے قریب جا پہنچے (کیونکہ اگر ایسا ہو تو سارا نظام شمسی تباہ ہو جائے) اور نہ رات کو (یعنی چاند کو) طاقت ہے کہ وہ مسابقت کرتے ہوئے دن کو (یعنی سورج کو) پکڑ لے بلکہ یہ سب کے سب ایک مقررہ راستہ پر نہایت سہولت سے چلتے چلے جاتے ہیں۔

فرمان خلیفہ وقت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

پھر اللہ تعالیٰ کے واحد اور لاشریک ہونے کے بارے میں وضاحت فرماتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ

”شرکت از روئے حصر عقلی چار قسم پر ہے۔ کبھی شرکت عدد میں ہوتی ہے اور کبھی مرتبہ میں اور کبھی نسب میں اور کبھی فعل میں اور تاثیر میں۔ سو اس سورۃ میں…“ (یعنی سورۃ اخلاص میں) ”…ان چار قسموں کی شرکت سے خدا کا پاک ہونا بیان فرمایا اور کھول کر بتلا دیا کہ وہ اپنے عدد میں ایک ہے دو یا تین نہیں اور وہ صمد ہے یعنی اپنے مرتبہ وجوب اور محتاج الیہ ہونے میں منفرد اور یگانہ ہے اور بجز اس کے تمام چیزیں ممکن الوجود اور ہالک الذّات ہیں…“ آگے بعض الفاظ مشکل آئیں گے میں مختصراً ان کی وضاحت کر دوں گا۔

فرمایا کہ ”…جو اس کی طرف ہر دم محتاج ہیں اور وہ لَمْ يَلِدْ ہے یعنی اس کا کوئی بیٹا نہیں تا بوجہ بیٹا ہونے کے اس کا شریک ٹھہر جائے اور وہ لَمْ يُوْلَدْ ہے یعنی اس کا کوئی باپ نہیں تا بوجہ باپ ہونے کے اس کا شریک بن جائے اور وہ لَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا ہے یعنی اس کے کاموں میں کوئی اس سے برابری کرنے والا نہیں تا باعتبار فعل کے اس کا کوئی شریک قرار پاوے۔ سو اس طور سے ظاہر فرما دیا کہ خدائے تعالیٰ چاروں قسم کی شرکت سے پاک اور منزہ ہے اور وحدہ لا شریک ہے۔“

(براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 518، حاشیہ در حاشیہ نمبر 3)

(خطبہ جمعہ 18/ اپریل 2014ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- محترم سید طالع احمد کی شہادت پر (منظوم)
- ”صحابہؓ سے ملا جب مجھ کو پایا“
- تعارف صحابہ کرامؓ
- سورۃ الحجر اور النّحل کا تعارف

دربارِ خلافت

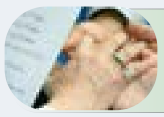

نظریہ جہاد میں دوسرے مسلمانوں کی تبدیلی

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

اب تو بعض علماء اور سکالر جن میں عرب بھی شامل ہیں، جہادی تنظیموں اور شدت پسندوں کے نظریہ جہاد کے خلاف کہنے لگ گئے ہیں۔ بلکہ جہاد کے بارے میں ہی کہنے لگ گئے ہیں کہ آجکل کا یہ جہاد جو ہے یہ غلط ہے۔ پس جن کو وہ اپنے بنیادی عقائد کہتے تھے، اُن نظریات میں تبدیلی، اُن عقائد میں تبدیلی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ کے بعد آئی ہے اور ان میں جو پڑھے لکھے لوگ کہلاتے ہیں، جن کا دنیا سے واسطہ بھی ہے، رابطہ بھی ہے، وہ یہ کہنے لگ گئے ہیں، مثلاً جہاد وغیرہ کے بارے میں کہ یہ غلط ہے۔ یہ تبدیلی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے بعد اور آپ کی جہاد کی صحیح تعریف کے بعد پیدا ہوئی ہے۔ چاہے وہ احمدیت کو مانیں یا نہ مانیں۔ یہ بھی اس بات کا ثبوت ہے کہ جماعت احمدیہ کے جہاں تک عقائد کا سوال ہے، اس کو غیروں میں سے بھی ایک بڑا طبقہ جو ہے وہ ماننے پر مجبور ہے۔ اب آجاکے زیادہ بحث اس بات پر ٹھہر گئی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقام نبی کا ہے یا نہیں ہے؟ یہ بھی ان شاء اللہ تعالیٰ ایک دن طے ہو جائے گا۔ اسی طرح جو ہمارا عمومی مؤقف ہے، تعلیم ہے، عقائد ہیں اُس کو سمجھنا نہیں چاہتے اور ڈھٹائی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ اُن کے پاس دلیل بھی کوئی نہیں ہے۔ ہمارے عقائد کے تعلق میں بحث پر جب لاجواب ہو جاتے ہیں تو مار دھاڑ اور قتل و غارت پر آجاتے ہیں اور یہی کچھ آجکل اکثر مسلمان فرقوں کی طرف سے احمدیت کے خلاف ہو رہا ہے اور خاص طور پر پاکستان میں یا بعض جگہ ہندوستان میں۔ اور یہ پھر اس بات کی دلیل ہے کہ اُن کے پاس ہمارے عقائد کو غلط ثابت کرنے کے لئے نہ ہی کوئی قرآنی دلیل ہے اور نہ ہی کوئی عقلی دلیل ہے۔ جب گھیرے جاتے ہیں، قابو میں آجاتے ہیں تو مار دھاڑ پر اتر آتے ہیں۔ پس عقیدے کے لحاظ سے دلائل و براہین کی رو سے احمدی اُس مقام پر ہیں جہاں اُن کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ جو کم علم احمدی ہیں اُن کو بھی چاہئے کہ اپنے علم میں اس لحاظ سے پختگی پیدا کریں۔ آجکل تو ایم ٹی اے پر بعض پروگرام مثلاً راہِ ہدیٰ وغیرہ اسی لئے دیئے جا رہے ہیں کہ ان سے زیادہ سے زیادہ سیکھیں اور کسی قسم کے احساسِ کمزوری اور کمتری کا شکار نہ ہوں، اُس میں مبتلا نہ ہوں۔ بہر حال جماعت احمدیہ کی اکثریت بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اِلَّامَاشَآءَاللّٰہُ سب ہی اپنے عقیدے میں پختہ ہیں۔ اگر کوئی کمزور بھی ہے تو وہ یاد رکھے کہ جو عقیدہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمارے سامنے پیش فرمایا ہے، وہی حقیقی اسلام ہے اور غیروں میں اس کو کسی بھی دلیل کے ساتھ رَدّ کرنے کی طاقت نہیں ہے۔ پس چند ایک جو کمزور ہیں وہ بھی اپنے اندر مضبوطی پیدا کریں۔ کسی قسم کی کمزوری دکھانے کی ضرورت نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عقیدے اور علمی لحاظ سے ہمیں نہایت ٹھوس اور مدلّل لٹریچر عطا فرمایا ہے۔ اسی طرح عملی باتوں کی طرف بھی بہت زیادہ توجہ دلائی ہے۔

جہاں تک عقیدے اور علمی لٹریچر کا تعلق ہے جس کا اثر جیسا کہ مَیں نے کہا احمدی نہ ہونے کے باوجود بھی غیروں پر ہے لیکن صرف عقیدے کی اصلاح کافی نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اعمال کی اصلاح کے لئے بھی آئے تھے۔ جب تک ہمارے عمل کی بھی اصلاح نہ ہو اُس وقت تک عقیدے کی اصلاح کا کوئی فائدہ نہیں۔ کیونکہ عمل ہی ہے جو پھر غیروں کو اس طرف مائل کرتا ہے کہ وہ جماعت میں بھی شامل ہوں، ہماری باتیں بھی سنیں، یا کم از کم خاموش رہیں۔ نیک عمل اور پاک تبدیلیاں ایک خاموش تبلیغ ہیں۔ بعض قریب آئے ہوئے اور بیعت کے لئے تیار صرف اس لئے دور ہو جاتے ہیں کہ کسی احمدی کا عمل اُن کے لئے ٹھوکر کا باعث بن گیا۔

پس اس زمانے میں جب ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت سے دُور ہو رہے ہیں، ہمیں اپنے عقیدے کے ساتھ اپنے اعمال کی حفاظت کی بھی بہت زیادہ ضرورت ہے اور شدت سے ضرورت ہے۔ عقیدے کے لحاظ سے تو ہم یقیناً جنگ جیتے ہوئے ہیں لیکن اگر عقیدے کے مطابق عمل نہ ہوں اور جو تعلیم دی گئی ہے اُس کے مطابق نہ چلیں، اُس کو اپنے اوپر لاگو کرنے کی کوشش نہ ہو تو آہستہ آہستہ صرف نام رہ جاتا ہے۔ جیسا کہ مسلمانوں کی اکثریت میں ہم دیکھتے ہیں کہ غلط قسم کے کاموں میں ملوث ہیں۔ نمازوں کی اگر پڑھتے بھی ہیں تو صرف خانہ پری ہے۔ اکثریت تو ایسی ہے جس کو نمازوں کی پرواہ بھی نہیں ہے۔ جھوٹ عام ہے۔ اب تو بے حیائی بھی بلا جھجک اور کھلے عام ہے۔ گزشتہ دنوں ایک غیر از جماعت دوست ملے۔ کہنے لگے کہ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ شدت پسند اور اسلام کے دعویدار جو مختلف جگہوں پر اسلام کی غیرت کے نام پر حملے کرتے ہیں اور اسلامی نظام لانا چاہتے ہیں۔ سکولوں پر حملے کرتے ہیں، معصوم عورتوں اور بچوں کو مار رہے ہیں لیکن کہتے ہیں میں پاکستان گیا تو میں نے دیکھا کہ اسلام آباد میں ایک مین روڈ کے اوپر ہی سڑک پر ایک شراب کشید کرنے کی فیکٹری تھی، Brewery جسے کہتے ہیں، اُس پر کبھی ان شدت پسندوں نے حملہ نہیں کیا۔ حالانکہ وہ کھلے عام ہے۔ اسی طرح کہنے لگے ٹی وی چینل ہیں، ننگے اور بیہودہ پروگرام پاکستان میں بھی آتے ہیں اور مسلمان چینلوں میں بھی آتے ہیں، ان کے خلاف کوئی آواز نہیں اُٹھاتا یا اُن پر حملہ نہیں ہوتا۔ بہر حال یہ اسلام پسندوں کی عملی حالت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو جہاں تک شراب کا تعلق ہے، شراب کشید کرنے والوں، رکھنے والوں، بیچنے والوں، پلانے والوں، پینے والوں، ان سب پر لعنت بھیجی ہے۔ (سنن ابی داؤد کتاب الاشربۃ باب العنب یعصر للخمر حدیث 3674)

یہ لعنت تو ان لوگوں کو برداشت ہے کہ وہاں شراب کی فیکٹریاں لگی ہوئی ہیں لیکن احمدی کا کلمہ پڑھنا ان کو کبھی برداشت نہیں ہو سکتا۔

(خطبہ جمعہ 30/ مارچ 2012ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

محترم سید طالع احمد کی شہادت پر

عاشق تھا خلافت کا ہیرا تھا جماعت کا
احمد کے گلستاں میں تھا سرو محبت کا
کیا خوب نبھایا ہے حق اس نے بھی بیعت کا
ملتا ہے نصیبوں سے رتبہ یہ شہادت کا
لگتا تھا وہ اک تحفہ مولا تری قدرت کا
اک عشق جنوں دیکھا دنیا نے اطاعت کا
میری بھی دعا یہ ہے وارث ہو وہ جنت کا
ٹلتا ہے کہاں زاہدؔ! لکھا ہوا قسمت کا

سید طاہر احمد زاہد

شعراء کرام توجہ دیں

’منظوم کلام‘ روزنامہ الفضل کا آغاز سے ہی زینت بنتا رہا ہے۔ ادارہ احمدی شعراء اسے اپنا منظوم کلام روزنامہ الفضل آن لائن لندن میں اشاعت کے لئے info@alfazlonline.org پر بھجوانے کی درخواست کرتا ہے۔ منظوم کلام وہ ہو جو وائرل نہ ہوا ہو۔ نو آموز شعراء اپنا کلام کسی مستند شاعر کو دکھلا کر اور اسکی نوک پلک درست کروا کر بھیجتے وقت یہ تحریر کر دیں کہ ”میں نے فلاں شاعر سے اپنا کلام درست کروا لیا ہے۔“

فجزاکم اللہ خیرا

(ادارہ الفضل)

☆☆☆

اداریہ

’’صحابہؓ سے ملا جب مجھ کو پایا‘‘

حقیقی اطاعت کے درخشندہ واقعات

(قسط نمبر 4)

خاکسار کے مضامین کی ایک سیریز بعنوان صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا ،روزنامہ الفضل آن لائن لندن میں شائع ہو رہی ہے۔تین اقساط شائع ہو چکی ہیں۔ان میں دس ایسے ایمان افروز واقعات درج تھے،جن میں آخری زمانہ کے امام حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متبعین نے وہ کام من وعن کئے جو صحابہ رسول ﷺ نے کئے تھے اور یوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک نظم کے مصرعہ کے یہ الفاظ پورے ہو جاتے ہیں:

ع ’’ صحابہؓ سے ملا جب مجھ کو پایا‘‘

آج مجھے اس ایمان افروز سیریز میں ایک واقعہ کا اضافہ کرنا ہے۔جو مؤرخہ 22اگست 2021ء کو مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کے اجتماع کے موقع پر دیکھنے کو ملا۔جب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ورچوئل سسٹم کے تحت ان خدام سے مخاطب تھے اور جرمنی میں شدید بارش ہو رہی تھی اور ایم ٹی اے نے وہ مبارک لمحات تاریخ احمدیت کے درخشندہ باب میں محفوظ کر لئے کہ کوئی خادم بھی ذرا بھر نہ ہلا۔نہ اپنی جگہ چھوڑی اور نہ ہی اپنی باڈی لینگویج سے پریشانی کا اظہار کیا۔مادی پانی،بارش کی صورت میں زوروں سے برس رہا تھا اور دوسری طرف حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کے مبارک کلمات اور نصائح روحانی پانی کی آبشاروں کی صورت میں اُتر رہا تھا،جن سے ہر خادم اپنی روح کو تسکین دیتے ہوئے فائدہ اٹھا رہا تھا۔

ان لمحات کو دیکھ کر مجھے ایک حدیث یاد آئی جس کا اردو ترجمہ یوں ہے کہ صحابہؓ کہتے ہیں کہ ہم ایک روز آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک انصاری بھائی کے جنازہ کے لئے نکلے۔ہم قبر کی جگہ پر پہنچے تو لحد (قبر کے اندر میت رکھنے کا حصہ) ابھی نہیں بنی تھی۔لحد تیار ہونے لگی تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم مناسب جگہ تلاش کرکے تشریف فرما ہو گئے۔ہم بھی آپ کے جلو میں بیٹھ گئے۔آپ نے وعظ شروع فرما دیا۔اس وعظ کے دوران ہم ایسے توجہ سے بیٹھے تھے جیسے ہمارے سروں پر پرندے ہوں۔اس خیال کے ساتھ کہ اگر ہم ہلے تو یہ پرندے اڑ جائیں۔

(سنن ابو داؤد، حدیث نمبر 4753)

ایک اور روایت میں ہے:

جَلَسْنَا كَأَنَّ عَلَى اَكْتَافِنَا فِلَقَ الصَّخْرِ

کہ ہم یوں بیٹھے تھے کہ گویا ہمارے کندھوں پر چٹان کا سا بوجھ ہے جو ہمیں ہلنے نہیں دے رہا۔

(ابن قیم جلد اول صفحہ 269)

اصل موضوع کی طرف واپس لوٹتے ہیں۔یہی نظارہ مؤرخہ 22اگست 2021ء کو PST آرینا سے ملحقہ فٹ بال گراؤنڈ میں اس وقت دیکھنے کو ملا جب حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز قریباً 1500 خدام احمدیت کے سامنے بڑی سکرین پر اپنے فدائین سے خطاب کرنے نمودار ہوئے تو فضا نعرہ ہائے تکبیر سے گونج اٹھی اور حضور انور کے خطاب کے دوران بہت تیز اور موسلا دھار بارش برسنے لگی اور یہ خدام احمدیت نہایت اطمینان کے ساتھ بیٹھے اپنے جان سے پیارے آقا کا خطاب سنتے رہے۔نہ ذرا بھر ہلے اور نہ حرکت کی کہ ان کے سروں پر بیٹھے ہوئے پرندے کہیں اُڑ نہ جائیں،اور ایک چٹان کی مانند وقار کے ساتھ حضور انور کے کلمات طیبات اپنے دلوں میں اتارتے چلے گئے۔اپنے کپڑوں کو سمیٹنا تک بھول گئے۔اطاعت خلافت کے لئے اسی توجہ اور شوق کی خاطر پانی میں بھیگتے چلے گئے۔وہی منظر دیکھنے کو ملا جس کا ذکر اوپر حدیثوں میں بیان ہو چکا ہے۔یہی نظارے ہم نے بارہا قادیان اور ربوہ کے کھلے آسمان تلے خلفاء احمدیت کی تقاریر اور خطاب تیز بارش میں بیٹھے شاملین کو سنتے دیکھا۔بالخصوص حضرت مصلح موعودؓ کا دور یاد آتا ہے جب برستی بارش میں گھنٹوں خطاب فرمایا اور مجال ہے حاضرین و سامعین کی توجہ میں ذرا بھر بھی خلل پیدا ہوا ہو،انہوں نے اپنے خلیفہ کے خطابات کو دسمبر کے ٹھٹھرتے مہینے کی برستی بارش میں تسلی کے ساتھ سنا اور اپنی روح و جسم کو ان کے پاکیزہ کلمات سے گرم کیا۔

مؤرخہ 22 اگست 2021ء کے اکیسویں سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ کی روئیداد اور رپورٹ مکرم عمران انیل نے جرمنی سے قارئین الفضل کے لئے مہیا کی ہے۔ فَجَزَاهُ اللّٰهُ خَيْرًا۔ لکھتے ہیں کہ:

یہ بڑا اجتماع کرونا کے rules and regulations کی وجہ سے باہر کھلی فضا میں منعقد ہوا تھا۔یہ کونسل کی requirement تھی اس میں یونیورسٹی کے طلبہ اور خدام الاحمدیہ کے سالانہ اجتماع میں علمی و ورزشی مقابلہ جات میں نمایاں پوزیشن لینے والے خدام تھے جو آگے بیٹھے ہوئے تھے۔پیارے حضور نے ورچوئل ملاقات میں تشریف لاتے ہی صدر صاحب خدام الاحمدیہ سے دریافت فرمایا کہ آج آپ نے کرسیاں لگائی ہیں۔کل تو زمین پر بیٹھے تھے۔صدر صاحب نے عرض کی کہ حضور! آج بارش ہونے کی اطلاع ہے۔اس لئے 1200 کرسیاں لگوائی ہیں جبکہ حاضری 1750 ہے۔تو حضور نے ازراہ تفنن پوچھا کہ جو زمین پر بیٹھے ہیں ان پر کیا بارش نہیں ہوگی؟

آغاز میں خدام نے اپنے پیارے آقا سے سوالات کئے اور حضور نے جواب عطا فرمائے۔اس دوران ایم ٹی اے نے ان خدام کو نمایاں طور پر سکرین پر دکھایا جو پوزیشن ہولڈرز تھے۔اسی اثناء میں آسمان پر کالے بادل نمودار ہونے شروع ہوگئے۔اندھیرا چھانے لگا۔جس پر حضور نے ایک دن پہلے کی ملاقات میں اس خادم (جس نے حضور سے دعا کی درخواست کی تھی کہ حضور! آج گرمی بہت ہے۔موسم ٹھنڈا ہونے کے لئے دعا کریں) کا ذکر فرمایا کہ آج تو موسم اس خادم کی خواہش کے مطابق ہو گیا ہے۔اتنے میں دیکھتے ہی دیکھتے یہ کالی گھٹائیں برسنے لگیں۔بارش اگلے حصہ سے شروع ہو کر عقب کی طرف بڑھنے لگی۔میں خود بھی پچھلے حصہ میں بیٹھا تھا۔میں نے اپنے دائیں بھی دیکھا بائیں بھی دیکھا کوئی بھی اپنی جگہ سے نہ ہلا۔ہاں انتظامیہ نے اس دوران raincoats تقسیم کرنے شروع کئے جو بعض خدام نے اٹھا کر پہنے۔بعض دو دو تین تین خدام نے سروں پر رکھ لئے۔یہ بات صرف دیکھنے کو ملی۔ورنہ مجال تھی کہ کوئی بچہ،کوئی خادم پریشانی کے عالم میں اپنے سر کو ہلائے یا حرکت کرے۔بعض خدام کے حصہ میں raincoat نہیں آئے۔وہ بھی آرام کے ساتھ بیٹھے بھیگتے رہے۔حضرت صاحب یہ سارا نظارہ اپنی مبارک آنکھوں سے ملاحظہ فرما رہے تھے اور حضور نہایت خوشگوار موڈ میں تھے۔روحانی پروگرام اس مادی بارش کے دوران آگے بڑھتا رہا۔حضور نے آخر میں ماشاء اللہ،ماشاء اللہ کہہ کر جرمنی کے خدام کا بڑے اچھے الفاظ میں خوشنودی کا اظہار کیا اور خراج تحسین پیش فرمایا کہ آپ خدام میں یہ صلاحیت اور جذبہ و ہمت بھی موجود ہے۔کہ اس جیسے موسم میں بھی آرام سے بیٹھے رہے ہیں۔

الحمد للہ جرمنی کی جماعت میں یہ Historical واقعہ تھا۔اس واقعہ پر صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی اور دیگر خدام بھی بہت خوش ہیں اس سے اچھی یادیں وابستہ ہیں۔یہ ایسا تاریخی واقعہ ہے جو ہماری نسلوں کو سالوں تک یاد رہے گا۔ان شاء اللہ۔

اسی روز مرکزی دفاتر سے رات 10 بجے پیغام آیا کہ آپ مسجد بیت السبوح آسکتے ہیں تو فوراً آجائیں گو یہ پیغام میرے بیٹے عزیزم تاشف عمران کو تھا مگر میں بھی ساتھ چلا گیا جہاں جاکر معلوم ہوا کہ حضور انور کا پیغام ہے کہ اس اجتماع کے تمام شاملین کو Aconite (1M) فوری طور پر دی جائے۔چنانچہ اس وقت یہاں میٹنگ کا مقصد یہ دوائی تیار کرنا ہے۔جرمنی بھر سے قائدین بھی وہاں موجود تھے جنہوں نے یہ دوائی لے کر فوراً واپس پہنچ کر پروگرام میں شامل ہونے والے خدام کو دینی تھی۔

چنانچہ ہم نے وہ دوائی in large scale تیار کی۔جس سے ہمارے ہاتھوں میں چھالے بھی بن گئے مگر اس تکلیف کی پرواہ کئے بغیر ہم اپنے پیارے حضور کے ارشاد کی تعمیل میں جتے رہے۔اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذَالِكَ۔

اس طرح کی اطاعت کے نمونے تو خلافت کے سائبان تلے ہم آئے روز ملاحظہ کرتے ہیں جو ہمارے ایمانوں کو جلا بخشتے ہیں۔

ابھی اس سال کے تاریخ ساز برطانیہ کے جلسہ میں ایک ایمان افروز واقعہ بھی دیکھنے کو ملا۔جو تاریخ احمدیت کا ایک روشن باب ہے۔جلسہ کے تیسرے روز اختتامی خطاب کے بعد نظمیں پڑھنے کی روایت ہے۔جس میں اسٹیج کے قریب والے حاضرین کھڑے ہو کر حضور انور کا قریب سے دیدار کرتے ہیں چونکہ یہ جلسہ covid19 کے تمام تر SOPs کے ساتھ منعقد ہو رہا تھا۔جس میں حاضرین کا ایک دوسرے سے فاصلہ رکھنا ضروری تھا۔حاضرین نظموں کے دوران حسب سابق اسٹیج کے ارد گرد اکٹھے ہو کر کھڑے ہو گئے تو حضور انور نے کرونا کے خطرے کو بھانپتے ہوئے فرمایا:

’’اپنی کرسیاں چھوڑ کر کیوں آگے آئے ہیں اپنی اپنی کرسیوں پر واپس جائیں‘‘

تو یہ خلافت کے متوالے اور جماعت کے فدائی اپنی کرسیوں پر واپس اس طرح لپکے ہیں جس طرح عقاب اپنے شکار پر لپکتا ہے۔اور دوستوں کو جہاں جہاں جگہ ملی وہاں بیٹھ گئے۔ایم ٹی اے کے توسط سے یہ تاریخی نظارہ ساری دنیا نے بالعموم اور احمدیوں نے بالخصوص دیکھا۔

اس طرح کے ایمان افروز نظارے ہمیں بے شمار جلسوں میں نظر آتے ہیں۔جرمنی کے ایک جلسہ پر اسی طرح آخری روز جب احباب اختتامی دعا کے بعد نعرے لگا رہے تھے اور ابھی جلسہ کی حاضری کا اعلان ہونا باقی تھا کہ حضور انور نے صرف ایک بار فرمایا:

’’خاموش‘‘

تو تیس پینتیس ہزار کا سارا مجمع خاموش ہو گیا۔یہ نظارے جماعت کی تاریخ میں اطاعت خلافت کا روشن باب ہیں۔انتخاب خلافت خامسہ کے موقع پر اپنے آقا کے حکم کی فوری تعمیل کا واقعہ کسے بھولا ہوگا،جب حضور انور نے خلیفہ منتخب ہونے کے بعد مسجد بیت الفضل میں موجود احباب سے فرمایا:

’’بیٹھ جائیں‘‘

تو گرین ہال روڈ اور میلروز روڈ پر ہزاروں احمدی جو کھڑے تھے فوراً اور آناً فاناً ایک دوسرے پر گرتے پڑتے بیٹھ گئے اور اطاعت کا یہ چند لمحوں پر مشتمل یہ تاریخی نظارہ ایم ٹی اے نے تا ابد کے لئے محفوظ کر لیا۔حالانکہ بیت الفضل سے باہر کے دوست اس حکم کے مخاطب نہ تھے۔

اس واقعہ سے ایک حدیث میں مذکور اطاعت کا وہ واقعہ بھی یاد آجاتا ہے جب آنحضرت ﷺ نے مسجد کے اندر بیٹھنے والے صحابہ سے فرمایا تھا کہ بیٹھ جاؤ۔مسجد سے باہر ایک صحابی نے یہ حکم سن لیا اور بیٹھ گئے اور گھسٹ کر مسجد کی طرف بڑھنے لگے۔کسی نے پوچھا اس طرح کیوں جا رہے ہو؟ تو اس نے کہا خدا کے رسول کا حکم میرے کانوں نے سنا ہے کہ بیٹھ جاؤ تو میں بیٹھ گیا۔اس شخص نے کہا وہ تو مسجد کے اندر والے صحابہ کے لئے تھا۔اس صحابی نے کیا ہی اچھا جواب دیا کہ میں نے تو بیٹھ جانے کے حکم کی آواز سنی ہے۔اس کے بعد اس پر عمل کرنے کے علاوہ کوئی چارا نہ تھا۔دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اطاعت کے اس روشن باب میں تابناک واقعات کا اضافہ کرتا چلا جائے۔آمین

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بھی اس واقعہ سے اس حد تک متاثر تھے کہ مورخہ 3 ستمبر 2021ء کو اطفال الاحمدیہ جرمنی کے ساتھ ورچوئل ملاقات میں حضور نے مکرم صدر مجلس خدام الاحمدیہ سے بارش کے واقعہ کے حوالے سے مخاطب ہو کر ’صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا‘ کی عملی تصویر کا نقشہ کھینچتے ہوئے فرمایا:

’’آج ان اطفال کو آپ نے ہال میں بٹھایا ہوا ہے۔چونکہ بارش کا تجربہ آپ نے خدام کے ساتھ کر لیا ہے۔ویسے تو ماشاء اللہ یہ بھی مجاہد ہیں سارے۔آج کل بدری صحابہ کا ذکر ہو رہا ہے۔وہاں تو آندھی بھی آئی اور بارش بھی ہوگئی،لیکن وہ تیرہ چودہ سال کے لڑکے ہی تھے جو قائم دائم رہے۔فکر نہ کرو۔ہمارے یہ اطفال بھی سارے مجاہد ہی ہیں۔‘‘

(ابو سعید)

غلام مصباح بلوچ۔ کینیڈا

تعارف صحابہ کرامؓ

حضرت بابو محمد نواز خان رضی اللہ عنہ۔ سیالکوٹ

حضرت بابو محمد نواز خان صاحب رضی اللہ عنہ ولد عطا محمد خان قوم افغان شیرانی اصل میں ڈیرہ اسماعیل خان کے رہنے والے تھے لیکن فوج میں ملازمت کے سلسلے میں سیالکوٹ میں مقیم تھے اور یہیں آپ کو قبول احمدیت کی توفیق ملی۔ آپ بیان کرتے ہیں:

”میں غیر احمدی تھا مگر میری بیوی احمدی تھی۔ حافظ عبدالعزیز صاحب احمدی کی ہمشیرہ تھی۔ حضرت صاحب جب 1904ء میں سیالکوٹ تشریف لائے تو اس وقت مولوی ثناء اللہ صاحب نے سخت مخالفت کی تھی۔ اس شورش کے بعد میں مولوی مبارک علی صاحب کے ساتھ سالانہ جلسہ پر گیا۔ مولوی عبدالواحد صاحب جو آج کل میرٹھ میں سائیکل مرچنٹ ہیں وہ بھی ساتھ تھے۔ خواجہ کمال الدین صاحب اور ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے بھی بیعت کرانے میں میری امداد کی۔ مولوی صدرالدین صاحب میرے دوست تھے۔ میرا حضور سے تعارف کرایا گیا مگر میں حضور سے بات کرنے میں حجاب رکھتا تھا۔ مولوی مبارک علی صاحب نے عرض کی کہ حضور یہ علاقہ صوبہ سرحد کے ہیں۔ سیالکوٹ میں ملازمت کے سلسلہ میں رسالہ نمبر 15 میں اسکوڈرن رائٹر ہیں۔ بیوی ان کی احمدی ہے اور میں نے ہی ان کا نکاح پڑھا ہے۔ ان کو بھی ہمارے سلسلہ سے بہت لگاؤ ہے لیکن والدین کی مخالفت سے بہت ڈرتے ہیں اور بیعت کے لئے یہ آئے ہیں۔ حضور نے فرمایا:

”بغیر مشکلات اور تکالیف کے کوئی اعلیٰ چیز میسر نہیں ہوتی اور پھر خدا تعالیٰ کی ہستی کو حاصل کرنے کے لئے اگر انسان مشکلات میں مبتلا نہ ہو تو کس طرح صادق الایمان ہو سکتا ہے۔“

اس کے بعد حضور نے میری بیعت لی۔ بیعت کرنے والے اور بھی بہت سے دوست تھے۔ یہ بیعت مسجد اقصیٰ میں ہوئی۔ جب میں بیعت کر کے سیالکوٹ آیا اور نماز جمعہ پڑھنے کے لئے غلام قادر اینڈ سنز صدر بار سیالکوٹ جن کا سارا خاندان احمدی تھا ان کے ہمراہ نماز پڑھنے کو جارہا تھا کہ مسجد کے کونے میں میرے والد صاحب، چچا اور چند ایک فوجی سپاہیوں نے مجھ کو پکڑ لیا اور مجھے ملزم کی طرح گرفتار کر کے کور نمبر 32 کے حوالات میں بند کر دیا۔ غلام قادر صاحب اور چند اور معزز احمدی انسپکٹر پولیس کے پاس گئے اور تمام حالات ان کو سنائے۔ انسپکٹر صاحب فوراً موقع پر آئے اور حوالات سے مجھے رہائی دلائی۔ رہائی کے بعد انہوں نے مجھے کہا کہ یا تو تم میرے گھر سے نکل جاؤ یا اس بیوی کو طلاق دے دو کیونکہ اس کی وساطت سے تم نے اپنا دین خراب کیا ہے۔ میں نے کہا کہ میں نے تو دین کو سنوارا ہے خراب نہیں کیا اور نہ میں اپنی بیوی میں کوئی نقص دیکھتا ہوں۔ ہاں خوبیاں بے شمار ہیں۔ اخیر میرے رشتہ دار چچا، تایا، والد صاحب اور محلہ داروں نے جمع ہو کر کہا کہ ایسی صورت میں کہ تم احمدی ہو ان کے ساتھ رہ نہیں سکتے۔ میری بیوی کے زیورات، کپڑے اور میرے کپڑے اور سامان سب کچھ اپنے قبضہ میں کر لیا اور مجھ کو گھر سے نکال دیا۔ اس کے بعد وہ میرے رسالہ میں گئے جہاں میں ملازم تھا۔ وہاں کہا کہ چونکہ یہ عیسائی ہو گیا ہے اس لئے یہ اب اسلامی رسالہ میں ملازمت کے لائق نہیں رہا۔ اخیر جب میں نے رسالہ میں بھی بہت تکلیف اٹھائی تو اپنا نام خارج

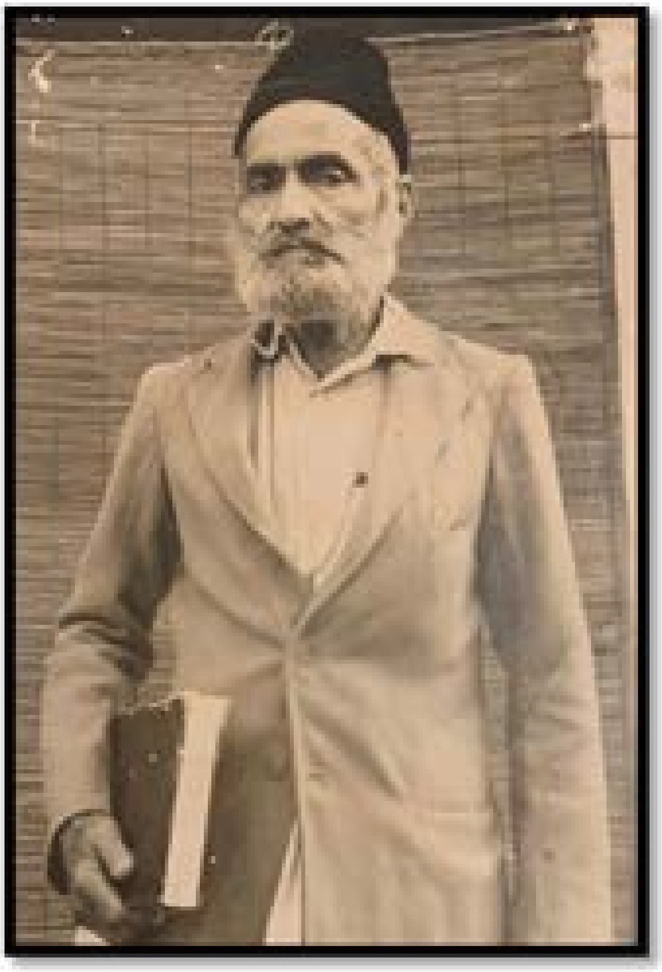

حضرت بابو محمد نواز خانؓ

کرا لیا۔ اس کے بعد میں نے حافظ عبدالعزیز صاحب کی امداد سے سلسلہ چھاپہ خانہ میں ملازمت کی اور آج تک اپنے وطن نہیں گیا اور والدین اور رشتے داروں کو چھوڑ دیا اور خدا کی رضا کے ساتھ اکیلا گزارا کر رہا ہوں۔

ایک اور قابل ذکر بات یاد آ گئی۔ 1906ء میں یہاں سیالکوٹ میں طاعون کا از حد زوروشور تھا۔ رسالہ بند ہو گیا۔ ہر طرف مردے ہی مردے نظر آتے تھے۔ مولوی مبارک صاحب صدر میں مولا بخش صاحب کے مکان پر درس (دے) رہے تھے۔ میں لیٹا ہوا تھا۔ مجھے بھی طاعون کی گلٹی نکل آئی۔ میں نے دعا کی کہ یا مولا! میں نے تو تیرے مامور کو مان لیا ہے اور مجھے بھی گلٹی نکل آئی ہے۔ بس اب میں تو گیا مگر خدا کی قدرت کہ صبح تک وہ گلٹی غائب ہو گئی اور میرا ایک ساتھی محمد شاہ ہوا کرتا تھا۔ اسے میں نے دیکھا کہ مرا پڑا ہے۔ محمد شاہ اور میں دونوں ایک کمرہ میں رہتے تھے۔“

(رجسٹر روایات صحابہ نمبر 10 صفحہ 141-143)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد خلافت کے ساتھ کامل اطاعت کا جذبہ رکھتے ہوئے منسلک ہو گئے، خلافت کی صداقت میں خود بھی رؤیا میں تسلی پا چکے تھے، آپ نے ایک مرتبہ الفضل میں اپنی یہ رؤیا شائع کرائی:

”میں خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر حلفیہ یہ بیان کرتا ہوں کہ میں نے ماہ جولائی 1913ء یا 1914ء کو رؤیا میں دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مسجد میں تشریف رکھتے ہیں اور بہت سارے اپنی جماعت کے آدمی اور مخالفین میں سے بھی موجود ہیں۔ آپ سٹیج کے قریب لیکچر دینے کے لیے کھڑے ہوئے، پیشتر ازیں کہ آپ لیکچر شروع کرتے، آپ نے حضرت مرزا محمود احمد بشیر الدین خلیفۃ المسیح الثانی کو کھڑا کر کے جماعت کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ مولا کریم کے وہ تمام وعدے جو میرے ساتھ تھے، وہ اس کے وقت میں پورے ہو رہے ہیں۔ ہماری جماعت کو خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔

خاکسار محمد نواز خان منیجر جنرل سیونگ مشین کمپنی جہلم“

(الفضل 29 ستمبر 1921ء صفحہ 2)

آپ پہلے فوج میں ملازم تھے بعد ازاں Singer نامی سلائی مشین بنانے والی کمپنی کی ایجنسی کھول لی۔ آپ نے 9 نومبر 1967ء کو 78 سال کی عمر میں وفات پائی اور بوجہ موصی (وصیت نمبر 1747) ہونے کے بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئے۔ آپ کی وفات پر آپ کے داماد محترم چوہدری عبدالسلام اختر صاحب ایم اے نے لکھا:

”خاکسار کے خسر محترم جناب بابو محمد نواز خان صاحب مرحوم ..... کے بعض اوصاف حمیدہ اتنے نمایاں تھے اور ان کی بعض خوبیاں ایسا رنگ رکھتی تھیں کہ اُن کا ذکر کیے بغیر دل تسکین نہیں پاتا۔

محترم خان صاحب نے خلافت اولیٰ کے ابتدائی ایام میں بیعت کی (یہ سہو معلوم ہوتا ہے کیونکہ رجسٹر روایات صحابہ کے مندرجہ بالا روایت سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے حضرت اقدسؑ کی زندگی میں بیعت کر لی تھی۔ ناقل) اور پھر بیعت کے فوراً ہی بعد اپنے ایمان میں ایسی استقامت اور اپنے اخلاص میں ایسی پختگی دکھائی کہ ڈیرہ اسماعیل خان میں جہاں ان کے بھائی اور دیگر رشتہ دار نہایت اعلیٰ عہدوں اور وسیع زمین پر متمکن تھے، باوجود اُن کے شدید اصرار کے نہیں گئے، مجھ سے کئی دفعہ انہوں نے کہا کہ وہ لوگ مجھے بڑے اصرار سے بلاتے ہیں مگر ان کا احمدیت سے کوئی تعلق نہیں اور مجھے بار بار خیال آتا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ وہ مجھے کوئی طعنہ دیں یا طنز کریں، مَیں اسے برداشت نہیں کر سکوں گا اور پھر جب اللہ تعالیٰ نے ہی رشتہ جوڑا ہے تو غیر اللہ کے آگے جھکنا کیا معنٰی؟ زیادہ سے زیادہ جائیداد یا زمین ہی ہے نا؟ یہ چیزیں تو سب یہیں رہ جاتی ہیں۔ اُن کی ایک بہن جو اَب نہایت ضعیف ہو چکی ہیں ہنوز ڈیرہ اسماعیل خان میں ہیں، دونوں بہن بھائیوں میں شدید محبت تھی مگر غالباً 25 سال سے دونوں نے ایک دوسرے کو نظر بھر کر بھی نہیں دیکھا البتہ دونوں طرف سے جب ان کے عزیز ایک دوسرے سے ملتے تو وہ بتاتے کہ بہن آہ بھر کے کہتی ہے کہ کاش ایک دفعہ میرا بھائی میرے پاس آ جائے تو میری بھی عید ہو جائے مگر محترم خان صاحب نے ارادہ کیا کہ وہاں نہیں جانا تو پھر ہر گز نہیں گئے۔ بہن کا ذکر آتا تو آبدیدہ ہوتے جاتے مگر پھر تبلیغی رنگ میں باتیں شروع کر دیتے۔ آخر وقت تک یہی کیفیت رہی.....

محترم خان صاحب اپنی سروس کے ابتدائی ایام میں صوبیدار میجر تھے اور وہاں سے اپنی ملازمت پوری کر کے سیالکوٹ میں آباد ہوئے اور سنگر مشین کمپنی کی ایجنسی لے لی۔ نہایت جفاکش، محنتی اور انتہائی سادہ مزاج تھے۔ اپنے عزیزوں اور بچوں سے بے حد پیار اور شفقت کا سلوک رکھتے تھے.....“

(الفضل ربوہ 15 نومبر 1967ء صفحہ 5)

آپ کی اولاد میں چار بیٹیاں اور ایک بیٹے ناصر احمد تھے۔ بڑی بیٹی محترمہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ اہلیہ عبدالمنان راشدی صاحب ایک لمبا عرصہ سیالکوٹ شہر کی صدر لجنہ رہیں۔ ایک بیٹی محترمہ شوکت اختر صاحبہ اہلیہ مکرم عبدالسلام اختر صاحب نے 19 مئی 2002ء کو وفات پائی۔

(الفضل 15 جون 2002ء)

(نوٹ: آپ کی تصویر محترم ندیم طاہر صاحب آف مسی ساگا، ٹورنٹو نے فراہم کی ہے۔ فَجَزَاہُ اللّٰہُ خَیْرًا)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

سورة الحجر اورالنّحل کا تعارف

از حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ

سورة الحجر

یہ سورت مکی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی ایک سو آیات ہیں۔ اس سورت کا آغاز الٓرٰ سے ہوتا ہے اور اس کے بعد ان مقطعات کو نہیں دہرایا گیا۔

گزشتہ سورت میں مذکور جلالی و جمالی نشانات کے نتیجہ میں بعض اوقات کفار کے دل پر بھی رعب طاری ہو جاتا ہے، اس کا ذکر یوں فرمایا گیا کہ وہ بھی دل ہی دل میں کبھی تو حسرت کرتے ہیں کہ کاش ہم تسلیم کرنے والوں میں سے ہو جاتے۔ لیکن اس کے بعد پھر اپنی پہلی حالت کی طرف لوٹ جاتے ہیں اور رسولوں کے غلبے کا تو انکار کر نہیں سکتے، الزام یہ لگاتے ہیں کہ شاید یہ ہماری آنکھوں پر جادو کر دیا گیا ہے۔

اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ بڑی تحدّی سے یہ اعلان فرماتا ہے کہ دشمن خواہ کچھ بھی کہے یقیناً ہم نے ہی اس کتاب کو نازل فرمایا ہے اور آئندہ بھی اس کی حفاظت کرتے چلے جائیں گے۔

اس کے بعد کی آیات میں بُرُوْج کا ذکر فرمایا گیا ہے جو سورۃ البُرُوْج کی یاد دلاتا ہے اور ’’ہم ہی اس کلام کی حفاظت کریں گے‘‘ کے مضمون پر سے پردہ اٹھاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسے لوگ معمور ہوتے رہیں گے جو قرآن کریم کی حفاظت کے لئے ہمہ وقت مستعد رہیں گے۔ یہاں بروج میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ جو مجددین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بارہ برجوں کے طور پر آتے رہے وہ بھی اسی کام پر معمور تھے۔

جس طرح قرآن کریم کے مضامین نہ ختم ہونے والے ہیں اسی طرح بنی نوع انسان کی تمام ضرورتیں پوری کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ وقتاً فوقتاً ایسے خزائن عطا فرماتا رہتا ہے جو نہ ختم ہونے والے ہیں۔ چنانچہ ایندھن کا نظام اس کی ایک عظیم مثال ہے۔ کبھی انسان کو فکر تھی کہ لکڑی ختم ہو جائے گی تو کیا کریں گے۔ کبھی یہ فکر لاحق ہوئی کہ کوئلہ ختم ہو جائے گا تو کیا کریں گے۔ کبھی یہ فکر لاحق ہوئی کہ تیل ختم ہو جائے گا تو کیا کریں گے۔ لیکن اس سے پہلے کہ تیل ختم ہو اللہ تعالیٰ نے ایک اور نہ ختم ہونے والی قوت کے ذریعہ کی طرف انسان کی توجہ مبذول فرمادی ہے یعنی ایٹمی توانائی۔ انسان اگر اس توانائی سے پورا استفادہ کرنے کے قابل ہو جائے اور اس کے منفی اثرات سے بچاؤ کی تدبیریں سوچ لے تو یہ وہ توانائی ہے جو قیامت تک کبھی ختم نہیں ہو سکتی۔ پس قرآن کے روحانی خزائن کی طرح انسان کی بقا کے مادی خزائن بھی نہ ختم ہونے والے ہیں۔

اس کے بعد یہ بھی ذکر ہے کہ یہ دونوں قسم کے خزائن جو انسان کے لئے قیامت تک نازل کئے جاتے رہیں گے ان کے نتیجہ میں شیطان وسوسے بھی پیدا کرتا رہے گا اور وساوس کا یہ سلسلہ بھی قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔

اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ بعض دیگر انبیاء اور ان کی قوموں کا ذکر ملتا ہے۔ اس سلسلہ میں اَصۡحٰبُ الۡاَیۡکَہ اور اَصۡحٰبُ الۡحِجۡر قوموں کی مثال بھی دی گئی ہے یہ بتانے کے لئے کہ اسی طرح آئندہ زمانہ میں بھی اللہ تعالیٰ رسولوں کے مخالفوں کو ختم کرتا چلا جائے گا۔

اسی طرح اس میں حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک بیٹے کی پیدائش کی خوشخبری کا بھی ذکر ہے۔ اس پیشگوئی میں اگرچہ حضرت اسحاقؑ اور یعقوبؑ وغیرہ کا بھی ذکر ہے لیکن اوّل طور پر یہ پیشگوئی حضرت اسماعیلؑ پر چسپاں ہوتی ہے جن کی جسمانی اور روحانی ذرّیت میں سے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیدا ہونا تھا۔

پس آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ تسلی دی گئی ہے کہ تجھ پر جو تمسخر کرتے ہیں اُن سے در گزر کر۔ ہم خود ہی اُن سے نپٹنے والے ہیں اور جب بھی تیرے دل کو ان کی باتوں سے تکلیف پہنچے تو صبر کے ساتھ اپنے ربّ کی حمد کرتا چلا جا۔

(قرآن کریم اردو ترجمہ مع سورتوں کا تعارف از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ، صفحہ 424-423)

سورة النّحل

یہ مکی سورت ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی ایک سو انتیس آیات ہیں۔

گزشتہ سورت کی آخری آیت میں جس یقین کا ذکر فرمایا گیا ہے اس کے ایک معنٰے موت کے بھی لئے گئے ہیں مگر پہلا معنٰی بہر حال یقین ہی ہے۔ اس سورت کا آغاز ہی اس امر سے فرمایا گیا ہے کہ جس یقینی امر کا تجھ سے وعدہ کیا گیا تھا وہ آیا ہی چاہتا ہے۔ پس اے منکرو! تم اس کے طلب کرنے میں جلدی نہ کرو اور یقین رکھو کہ آسمان سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے، اپنے فرشتے نازل فرماتا ہے۔

اس کے بعد ہر قسم کے جانوروں کی تخلیق کا ذکر فرمانے کے بعد یہ عظیم الشان پیشگوئی فرمائی گئی ہے کہ اس قسم کی اور سواریاں بھی اللہ تعالیٰ پیدا فرمائے گا جن کا تمہیں اس وقت کوئی علم نہیں۔ چنانچہ فی زمانہ ایجاد ہونے والی نئی نئی سواریوں کی پیشگوئی اس آیت میں فرمادی گئی ہے۔

اسی طرح ہر قسم کے جانداروں کی بقا کے متعلق فرمایا کہ وہ آسمان سے اترنے والے پانی ہی کے ذریعہ ہوتی ہے جس سے زمین میں سبزہ اُگتا ہے اور ہر قسم کے درخت اور پھل پیدا ہوتے ہیں۔ لیکن آسمانی پانی کا ایک پہلو وہ بھی ہے جسے وہ اَنۡعَام نہیں جانتے جو گھاس وغیرہ چرتے تو ہیں لیکن اس کی کُنہ کو نہیں سمجھتے۔ پس روحانی پانی سے جو زندگی اللہ کے رسول پاتے ہیں اور اس فیض کو آگے جاری کرتے ہیں اسے وہ لوگ نہیں سمجھ سکتے جن کی مثال قرآن کریم نے اَنۡعَام سے دی ہے بلکہ ان کو اَضَلّ قرار دیا ہے کہ ان کا تو جانداروں سے بھی بدتر حال ہے کیونکہ اَنۡعَام تو اس کو سمجھنے کی بھی اہلیت ہی نہیں رکھتے مگر یہ دین کو بظاہر سمجھنے کے باوجود پھر بھی اس کے فیض سے محروم رہتے ہیں۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتوں کا ذکر کرتے ہوئے سمندر میں پائی جانے والی نعمتوں اور سمندر میں کھارے پانی میں پلنے والی مچھلیوں وغیرہ کا بھی ذکر فرمادیا جو کھارا پانی پیتی ہیں، اسی میں گزر بسر کرتی ہیں لیکن ان کے گوشت میں کھار کا کوئی ادنیٰ سا بھی نشان نہیں پایا جاتا۔ اور اس طرف بھی توجہ دلائی کہ پانی کے ذریعہ اس بقا کے نظام کا انحصار ان پہاڑوں پر ہے جو بڑی مضبوطی سے زمین میں گڑے ہوتے ہیں۔ اگر یہ پہاڑ نہ ہوتے تو سمندر سے شفاف پانی کے اٹھنے اور اس کے برسنے کا یہ نظام جاری رہ ہی نہیں سکتا تھا۔

قرآن کریم نے سایوں کے زمین پر بچھے ہونے کا ذکر اس رنگ میں فرمایا ہے گویا وہ سجدہ ریز ہیں۔ لیکن دَآبَّۃ اور ملائکہ بھی اللہ کی عظمت کے حضور سجدہ ریز رہتے ہیں۔ دَآبَّۃ زمین سے اپنی زندگی کا سامان پانے کے نتیجہ میں زبانِ حال سے ہمیشہ اللہ کے حضور سجدہ ریز رہتے ہیں اور فرشتے آسمان سے اترنے والے پانی کی معرفت حاصل ہونے کی وجہ سے سربسجود رہتے ہیں۔

آیت کریمہ نمبر 62 میں یہ حیرت انگیز مضمون بیان فرمایا گیا ہے کہ اگر اللہ انسانوں کے ہر ظلم پر فوراً گرفت فرمانا شروع کر دے تو زمین پر چلنے پھرنے والے جانوروں کی صف لپیٹ دی جائے۔ دراصل انسان کو اس پر غور کرنے کی طرف متوجہ فرمایا گیا ہے کہ اگر دَآبَّۃ نہ ہوتے تو انسان کی بقا ممکن ہی نہ تھی۔ اسی لئے پھر معاً بعد یہ فرمایا کہ مویشیوں میں تمہارے لئے بہت بڑا عبرت کا سامان ہے۔

اس کے بعد وحی کی عظمت کا بیان شہد کی مکھی کی مثال دے کر فرمایا گیا۔ کسی دوسرے جانور پر وحی کے نزول کا ذکر نہیں ملتا۔ دیکھا جائے تو شہد کی مکھی اُسی طرح ایک مکھی ہی ہے جیسے عام گندگی پر پلنے والی مکھی ہوتی ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ وحی کے ذریعہ خدا نے اس کو ہر گندگی سے پاک کر دیا۔ یہ اپنے گھر بھی پہاڑوں پر اور بلند درختوں پر اور اُن بیلوں پر بناتی ہے جو بلند سہاروں پر چڑھائی جاتی ہیں۔ پھر اس پر وحی کی گئی کہ وہ ہر پھول کا رس چوسے اگرچہ لفظ ثَمَر استعمال فرمایا ہے مگر اس میں دوہری حکمت یہ ہے کہ مکھی کے اس پھول کو چوسنے کے نتیجہ میں ہی اس میں سے ثمر پیدا ہوتا ہے اور ہر پھل کا عرق اور نچوڑ بھی وہ پھول سے ہی چوستی ہے اور

اس کے نتیجہ میں جو شہد بناتی ہے اس میں انسانوں کے لئے ایک عظیم الشان شفا رکھ دی گئی ہے۔

یہاں یَخۡرُجُ مِنۡۢ بُطُوۡنِہَا فرما کر اس طرف اشارہ فرمایا گیا ہے کہ شہد صرف پھولوں کے رس سے نہیں بنتا بلکہ شہد کی مکھی کے بطن سے جو لُعاب نکلتا ہے اسے وہ پھولوں کے رس سے ملا کر اور بار بار زبان ہوا میں نکال کر اسے گاڑھا کر کے شہد میں تبدیل کرنے کے بعد چھتوں میں محفوظ کرتی ہے۔

پھر اس کے بعد دو غلاموں کی مثال دی گئی ہے ایک ایسا احمق غلام جس کے کاموں میں کوئی بھی بھلائی نہیں ہوتی اور دوسرا وہ جسے اللہ تعالیٰ حسنِ رزق عطا فرماتا ہے اور پھر وہ اسے آگے بھی بنی نوع انسان کے فائدے کے لئے خرچ کرتا ہے۔ اس کا بھی شہد کی مکھی سے ایک بہت گہرا جوڑ ہے۔ عام مکھی تو ایسے مملوک کی طرح ہے جس کے اندر کوئی فائدہ نہیں اور شہد کی مکھی ایسے مملوک کی طرح ہے جسے رزقِ حسن عطا کیا جاتا ہے اور پھر وہ آگے بھی بنی نوع انسان کے فوائد کے لئے یہ رزق تقسیم کرتی ہے۔

اس کے بعد مختلف قسم کے غلاموں کی مثال کو آگے بڑھا کر انسانوں پر چسپاں فرمایا گیا ہے۔ وہ مملوک جو اللہ کی وحی سے فیضیاب نہیں ہوتا اور اللہ کو گونگا سمجھتا ہے وہ خود ہی اَبۡکَمُ یعنی گونگا ہے۔ وہ تو ایسا ہی ہے کہ جس کام میں بھی ہاتھ ڈالے گا نقصان ہی کا سودا کرے گا۔ خَسِرَ الدُّنۡیَا وَ الۡاٰخِرَۃَ۔ اور دوسرے مملوک خدا کے انبیاء ہوتے ہیں جو بنی نوع انسان کو عدل کی تعلیم دیتے ہیں اور ہمیشہ صراطِ مستقیم پر رواں رہتے ہیں۔ یاد رکھنا چاہئے کہ شہد کی مکھی کے متعلق بھی یہی فرمایا تھا کہ اپنے ربّ کے رستوں پر چل۔ تو انبیاء اس پہلو سے اس پر بہت بڑی فضیلت رکھتے ہیں کہ اُس ایک سیدھے رستے پر چلتے ہیں جو لازماً اللہ تک پہنچا دیتا ہے۔

اس کے بعد اسی سورت میں پرندوں کے متعلق یہ فرمایا گیا ہے کہ یہ جو آسمان پر اڑتے پھرتے ہیں یہ خیال مت کرو کہ محض اتفاقاً اُن کو پَر عطا ہو گئے ہیں اور اڑنے کی صلاحیت پیدا ہو گئی۔ صرف پروں کا پیدا ہونا ہی پرندوں میں اڑنے کی صلاحیت پیدا نہیں کر سکتا تھا جب تک کہ اس کی کھوکھلی ہڈیاں، اس کی چھاتی کی خاص بناوٹ اور چھاتی کے دونوں طرف نہایت مضبوط عضلات نہ بنائے جاتے جو بہت بڑا بوجھ اٹھا کر انہیں بلند پروازی کی توفیق بخشتے ہیں۔ یہ ایک ایسا حیرت انگیز کرشمہ ہے کہ انتہائی وزنی مُگھ بھی مسلسل کئی ہزار میل تک اڑتے چلے جاتے ہیں اور اور اڑتے وقت ان کی جو اندرونی ترکیب ہے وہ اس طرح ہے کہ جیسے جیٹ جہاز کا سامنے کا حصہ ہوا کو منتشر کرتا ہے اسی طرح ہوا کا دباؤ ان پر اس بناوٹ کی وجہ سے کم سے کم پڑتا ہے۔ اور جو مُگھ سب سے زیادہ اس دباؤ کو برداشت کرنے کے لئے دوسروں کے آگے ہوتا ہے، کچھ دیر کے بعد پیچھے سے ایک اور مُگھ آ کر اس کی جگہ لے لیتا ہے۔ پھر یہی پرندے آبی پرندے بھی بنتے ہیں اور ڈوبتے نہیں حالانکہ ان کو اپنے وزن کی وجہ سے ڈوب جانا چاہئے تھا۔ نہ ڈوبنے کی وجہ یہ ہے کہ ان کے جسم کے اوپر چھوٹے چھوٹے پَر ہوا کو سمیٹے ہوئے ہوتے ہیں اور پَروں میں قید ہوا ان کو ڈوبنے سے بچاتی ہے۔ اور یہ خود بخود ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ ضروری ہے کہ ان پَروں کے گرد کوئی ایسا چکنا مادہ ہو جو پانی کو پَروں میں جذب ہونے سے روکے۔ آپ دیکھتے ہیں کہ پرندے سارے پَر اپنی چونچوں میں سے گزارتے ہیں۔ یہ عجیب بات ہے کہ اس وقت ان کے جسم میں سے اللہ تعالیٰ گرِیس (Grease) کی طرح کا وہ مادہ نکالتا ہے جسے پَروں پر ملنا لازمی ہے۔ وہ مادہ کیسے از خود پیدا ہوا اور ان کے منہ تک کیسے پہنچا اور ان پرندوں کو کیسے شعور ہوا کہ جسم تک پانی کے سرایت کرنے کو روکنا لازمی ہے ورنہ وہ ڈوب جائیں گے؟

آگے قرآن کریم کے اس حیرت انگیز معجزے کا ذکر فرمایا گیا کہ ہر چیز کی وہ تفصیل بیان فرما رہا ہے۔ اور دوسری کتابوں پر اس پہلو سے قرآنِ کریم کو جو فضیلت حاصل ہے وہی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیگر انبیاء پر ہے۔ اسی وجہ سے جیسے وہ اپنی قوموں پر شہید تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خود ان انبیاء پر بھی شہید مقرر فرمایا گیا۔

قرآن کریم کی تعلیم ہر چیز پر حاوی ہے۔ اس کی مثال آیت کریمہ نمبر 91 ہے جو خود اخلاقی اور روحانی تعلیمات کو سمیٹے ہوئے ہے اور ان پر حاوی ہے۔ سب سے پہلے عَدۡل کا ذکر فرمایا گیا جس کے بغیر دنیا میں کوئی اصلاح ممکن نہیں۔ پھر اِحۡسَان کا ذکر فرمایا گیا جو انسان کو عدل سے ایک بالا مقام عطا کرتا ہے۔ پھر اِیۡتَآءِ ذِی الۡقُرۡبٰی فرما کر اس مضمون کو آخری بلندی تک پہنچا دیا گیا کہ وہ بنی نوع انسان کی ہمدردی میں اس طرح خرچ کرتے ہیں کہ جیسے ماں اپنے بچوں پر کرتی ہے اور اس کے بدلہ میں کسی خدمت یا صلہ کا واہمہ تک اس کے دل سے نہیں گزرتا۔ اور یہ اعلیٰ ترین مقام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوا تھا کہ آپ ہر قسم کے عوض کے تصور سے پاک رہ کر بنی نوع انسان کو فیض پہنچا رہے تھے۔

اس سورت کے آخری رکوع میں حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو ایک فرد تھے، پوری امّت کے طور پر پیش کیا گیا ہے کیونکہ آپ ہی سے بہت سی امّتوں نے پیدا ہونا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ کر یہ مضمون اپنے معراج تک پہنچ جاتا ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ وحی فرمائی گئی کہ اس ابراہیمی سنت پر عمل پیرا ہو۔ اور اس کا خلاصہ یہ پیش فرما دیا گیا کہ اپنے ربّ کی طرف حکمت اور موعظۂ حسنہ سے بلاؤ۔ لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ انسان انتہائی صبر سے کام لینے والا ہو۔ لَا تَسۡتَعۡجِلۡ میں جو ارشاد ہے اس میں بھی اس مضمون کی طرف اشارہ ہے۔ عظیم روحانی انقلاب آناً فاناً برپا نہیں ہوا کرتے بلکہ اس کے لئے بے انتہا صبر کی ضرورت ہے۔ پس یہ صبر تو تقویٰ کے بغیر نصیب نہیں ہو سکتا بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ان لوگوں کو عطا ہوتا ہے جو احسان کرنے والے ہیں۔

یہاں احسان کا ایک مضمون تو یَاۡمُرُ بِالۡعَدۡلِ وَ الۡاِحۡسَانِ میں بیان فرما دیا گیا ہے اور دوسرا اس کی وہ تشریح ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بیان فرمائی کہ احسان یہ ہے کہ جب تُو عبادت کے لئے کھڑا ہو تو ایسے کھڑا ہو گویا تُو اللہ کو دیکھ رہا ہے اور احسان کا کم سے کم تقاضا یہ ہے کہ تُو اس طرح با ادب کھڑا ہو جیسے وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔

(قرآن کریم اردو ترجمہ مع سورتوں کا تعارف از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ، صفحہ 438-435)

آج کی دعا

اَللّٰھُمَّ ارۡحَمۡنِیۡ بِالۡقُرۡاٰنِ وَاجۡعَلۡہُ لِیۡ اِمَامًا وَّنُوۡرًا وَّھُدًی وَّرَحۡمَۃً اَللّٰھُمَّ ذَکِّرۡنِیۡ مِنۡہُ مَا نَسِیۡتُ وَعَلِّمۡنِیۡ مِنۡہُ مَا جَھِلۡتُ وَارۡزُقۡنِیۡ تِلَاوَتَہٗ اٰنَآءَ اللَّیۡلِ وَاَطۡرَافَ النَّھَارِ وَاجۡعَلۡہُ لِیۡ حُجَّۃً یَّا رَبَّ الۡعَالَمِیۡنَ۔

(احیاء علوم الدین للغزالی جز اول صفحہ:278)

ترجمہ:

اے اللہ! مجھ پر قرآن کی وجہ اور واسطہ سے رحم فرما۔ اور اس کو میرے لئے پیشوا اور نور اور ہدایت اور رحمت بنادے۔ اے اللہ! اس میں سے جو میں بھول جاؤں وہ مجھے یاد کروا دے اور جس کی مجھے سمجھ نہیں وہ مجھے سکھا دے۔ اور مجھے رات اور دن کے اوقات میں اس کی تلاوت کی توفیق عطا فرما۔ اور اے رب العٰلمین! قرآن کو میرے لئے حجت بنا دے۔ آمین

یہ دعا ختم القرآن ہے۔

حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ قرآنِ کریم ختم ہونے پر یہ دعا کرتے تھے۔

مرسلہ: مریم رحمٰن

مرسلہ : فائقہ بشریٰ

واقعات و حکایات شیریں

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے اپنی مبارک تحریرات و ملفوظات میں وقتاً فوقتاً بعض پر حکمت اور سبق آموز واقعات و حکایات نہایت دل نشین انداز میں بیان فرمائے ہیں جو پڑھنے والوں کے لئے مفید اور اصلاح نفس کے لئے بہت موثر ہیں۔

مکرم مرزا خلیل احمد قمر صاحب نے حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام کے ان بیان فرمودہ واقعات و حکایات کو دو کتابچوں ''واقعات شیریں'' اور ''حکایات شیریں'' میں جمع کیا ہے۔ فَجَزَاھُمُ اللّٰہُ خَیْرًا۔

قارئین الفضل کے استفادہ کے لئے حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام کے بیان فرمودہ بعض واقعات و حکایات ان کتابچوں میں سے اخذ کر کے پیش ہیں۔

دنیا کی خاطر عداوت کیا کرنی

دنیا اور اس کا اسباب کیا ہستی رکھتا ہے کہ اس کی خاطر تم کسی سے عداوت رکھو۔ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے کیا عمدہ واقعہ بیان کیا ہے کہ دو شخص آپس میں سخت عداوت رکھتے تھے۔ ایسا کہ وہ اس بات کو بھی ناگوار رکھتے تھے کہ ہر دو ایک آسمان کے نیچے ہیں۔ ان میں سے ایک قضائے کار فوت ہو گیا۔ اس سے دوسرے کو بہت خوشی ہوئی۔ ایک روز اس کی قبر پر گیا اور اس کو اکھاڑ ڈالا تو کیا دیکھتا ہے کہ اس کا نازک جسم خاک آلود ہے اور کیڑے اس کو کھا رہے ہیں۔ ایسی حالت میں دیکھ کر دنیا کے انجام کا نظارہ اس کی آنکھوں کے آگے پھر گیا اور اس پر سخت رقت طاری ہوئی اور اتنا رویا کہ اس کی قبر کی مٹی کو تر کر دیا اور پھر اس کی قبر کو درست کرا کر اس پر لکھوایا

مکن شادمانی بمرگ کسے
کہ دہرت پس از وئے نماند بسے

(ملفوظات جلد نہم صفحہ 218)

خدا کے بندوں پر رحم

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ایک بادشاہ کو ناروا کی بیماری تھی۔ اس نے کہا کہ میرے لیے دعا کریں کہ اللہ کریم مجھے شفا بخشے تو میں نے جواب دیا کہ آپ کے جیل خانہ میں ہزاروں بے گناہ قید ہوں گے ان کی بد دعاؤں کے مقابلہ میں میری دعا کب سنی جاسکتی ہے۔ تب اس نے قیدیوں کو رہا کر دیا اور پھر وہ تندرست ہو گیا۔ غرض خدا کے بندوں پر اگر رحم کیا جاوے تو خدا بھی رحم کرتا ہے۔

(ملفوظات جلد نہم صفحہ 369)

ہمارا نقارہ

اعداء کا وجود ہمارا نقارہ ہے۔ یہ انہیں کی مہربانی ہے کہ تبلیغ کرتے رہتے ہیں۔ مثنوی میں ذکر ہے کہ ایک دفعہ ایک چور ایک مکان کو نقب لگا رہا تھا ایک شخص نے اوپر سے دیکھ کر کہا کہ کیا کرتا ہے۔ چور نے کہا کہ نقارہ بجا رہا ہوں۔ اس شخص نے کہا آواز تو نہیں آتی چور نے جواب دیا کہ اس نقارہ کی آواز صبح کو سنائی دیوے گی اور ہر ایک سنے گا ایسے ہی یہ لوگ شور مچاتے ہیں اور مخالفت کرتے ہیں تو لوگوں کو خبر ہوتی رہتی ہے۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 372)

خلق میں تبدیلی ممکن ہے

ذکر کرتے ہیں کہ افلاطون کو علم فراست میں بہت دخل تھا۔ اور اس کے دروازے پر ایک دربان مقرر کیا ہوا تھا جسے حکم تھا کہ جب کوئی شخص ملاقات کو آوے تو اول اس کا حلیہ بیان کرو اس حلیہ کے ذریعہ وہ اس کے اخلاق کا حال معلوم کر کے پھر اگر قابل ملاقات سمجھتا تو ملاقات کرتا ورنہ رد کر دیتا۔ ایک دفعہ ایک شخص اس کی ملاقات کو آیا دربان نے اطلاع دی۔ اس کے نقوش کا حال سن کر افلاطون نے ملاقات سے انکار کر دیا۔ اس پر اس شخص نے کہلا بھیجا کہ افلاطون سے کہہ دو کہ جو کچھ تم نے سمجھا ہے بالکل درست ہے مگر میں نے قوت مجاہدہ سے اپنے اخلاق کی اصلاح کر لی ہے اس پر افلاطون نے ملاقات کی اجازت دے دی پس خلق ایسی شے ہے جس میں تبدیلی ہو سکتی ہے۔

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ 129)

نقلی فقیر کی عزت

کہتے ہیں کہ ایک گبر چالیس سال تک ایک جگہ آگ پر بیٹھا رہا اور اس کی پرستش میں مصروف رہا۔ چالیس سال کے بعد جب وہ اٹھا تو لوگ اسکے پاؤں کی مٹی آنکھ میں ڈالتے تھے تو ان کی آنکھ کی بیماری اچھی ہو جاتی تھی۔ اس بات کو دیکھ کر ایک صوفی گھبرایا۔ اور اس نے سوچا کہ جھوٹے کو یہ کرامت کس طرح سے مل گئی اور وہ اپنی حالت میں مذبذب ہو گیا اس پر ہاتف کی آواز اسے پہنچی جس نے کہا تو کیوں گھبراتا ہے سوچ کہ جب جھوٹے اور گمراہ کی محنت کو خدا تعالیٰ نے ضائع نہیں کیا تو جو سچا اس کی طرف جائے گا اس کا کیا درجہ ہو گا؟ اور اس کو کس قدر انعام ملے گا۔

(ملفوظات جلد نہم صفحہ 246-247)

یہودی کے اسلام لانے کا واقعہ

ایک یہودی کا قصہ ہے جو کہ ایک بڑا طبیب گزرا ہے اور جس کا نام ابوالخیر تھا۔ کہ ایک دفعہ وہ ایک کوچہ میں سے گزر رہا تھا۔ جبکہ اس نے ایک شخص کو یہ پڑھتے ہوئے سنا۔ کہ أَحَسِبَ النَّاسُ الآیۃ اگرچہ وہ یہودی تھا اس نے آیت کو سن کر اپنے ہاتھوں سے ایک دیوار پر ٹیک لگا لی اور سر جھکا کر رونے لگا۔ جب رو چکا تو اپنے گھر آیا اور جب وہ سو گیا تو اس نے خواب میں دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور انہوں نے آ کر فرمایا کہ اے ابوالخیر تعجب ہے کہ تیرے جیسا فضل و کمال والا انسان مسلمان نہ ہو۔ صبح جب اٹھا تو اس نے تمام شہر میں اعلان کر دیا کہ میں آج مذہب اسلام قبول کرتا ہوں۔

(ملفوظات جلد نہم صفحہ 201)

ذرہ سی نیکی کا بدلہ

ایک یہودی نے کسی شخص کو کہا کہ میں تجھے جادو سکھلا دوں گا۔ شرط یہ ہے کہ تو کوئی بھلائی نہ کرے۔ جب دنوں کی تعداد پوری ہو گئی اور جادو نہ سیکھ سکا تو یہودی نے کہا تو نے ان دنوں میں تو نے ضرور کوئی بھلائی کی ہے۔ جس کی وجہ سے تو نے جادو نہیں سیکھا اس نے کہا کہ میں نے کوئی اچھا کام نہیں کیا سوائے اس کہ راستہ میں سے کانٹا اٹھایا۔ اس نے کہا۔ بس یہی تو ہے جس کی وجہ سے تو جادو نہ سیکھ سکا۔ تب وہ بولا خدا تعالیٰ کی بڑی مہربانیاں ہیں کہ اس نے ذرہ سی نیکی کے بدلہ بڑے بھاری گناہ سے بچا لیا۔

(ملفوظات جلد ششم صفحہ 26)

محبت کی نظر اور عداوت کی نظر کا فرق

سلطان محمود سے ایک بزرگ نے کہا کہ جو کوئی مجھ کو ایک دفعہ دیکھ لیوے اس پر دوزخ کی آگ حرام ہو جاتی ہے۔ محمود نے کہا یہ کلام تمہارا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر ہے۔ ان کو کفار، ابولہب، ابوجہل وغیرہ نے دیکھا تھا ان پر دوزخ کی آگ کیوں حرام نہ ہوئی اس بزرگ نے کہا اے بادشاہ کیا آپ کو علم نہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یَنْظُرُوْنَ

اِلَیۡکَ وَھُمۡ لَا یُبۡصِرُوۡنَ اگر دیکھا اور جھوٹا کاذب سمجھا تو کہاں دیکھا ؟ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ دیکھنے والا اگر محبت اور اعتقاد کی نظر سے دیکھتا ہے تو ضرور اثر ہو جاتا ہے اور جو عداوت اور دشمنی کی نظر سے دیکھتا ہے تو اسے ایمان حاصل نہیں ہوا کرتا۔

(ملفوظات جلد ششم صفحہ 66)

تین حج

مجھے ۔۔۔۔ ایک نقل یاد آئی کہ ایک بزرگ کی کسی دنیا دار نے دعوت کی جب وہ بزرگ کھانا کھانے کے لیے تشریف لے گئے تو اس متکبر دنیادار نے اپنے نوکر کو کہا کہ فلاں تھال لانا جو ہم پہلے حج میں لائے تھے اور پھر کہا دوسرا تھال بھی لانا جو ہم دوسرے حج میں لائے تھے۔ اور پھر کہا کہ تیسرے حج والا بھی لیتے آنا۔ اس بزرگ نے فرمایا کہ تُو تو بہت ہی قابل رحم ہے ان تینوں فقروں میں تو نے اپنے تینوں ہی حجوں کا ستیاناس کر دیا۔ تیرا مطلب اس سے صرف یہ تھا کہ تو اس امر کا اظہار کرے کہ تو نے تین حج کیے ہیں اس لیے خدا نے تعلیم دی ہے کہ زبان کو سنبھال کر رکھا جائے اور بے معنٰی بے ہودہ بے موقع باتوں سے احتراز کیا جائے۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 422)

ایک بزرگ اور چور کی کہانی

ایک بزرگ کہیں سفر میں جا رہے تھے اور ایک جنگل میں ان کا گزر ہوا جہاں ایک چور رہتا تھا اور جو ہر آنے جانے والے مسافر کو لوٹ لیا کرتا تھا۔ اپنی عادت کے موافق اس بزرگ کو بھی لوٹنے لگا۔ بزرگ موصوف نے فرمایا وَفِی السَّمَآءِ رِزۡقُکُمۡ وَمَا تُوۡعَدُوۡنَ تمہارا رزق آسمان پر موجود ہے۔ تم خدا پر بھروسہ کرو اور تقویٰ اختیار کرو۔ چوری چھوڑ دو۔ خدا تعالیٰ خود تمہاری ضرورتوں کو پورا کر دے گا۔ چور کے دل پر اثر ہوا۔ اس نے بزرگ موصوف کو چھوڑ دیا اور ان کی بات پر عمل کیا۔ یہاں تک کہ اسے سونے چاندی کے برتنوں میں عمدہ عمدہ کھانے ملنے لگے وہ کھانے کھا کر برتنوں کو جھونپڑی کے باہر پھینک دیتا۔ اتفاقاً پھر وہی بزرگ کبھی ادھر سے گزرے تو اس چور نے جواب بڑا نیک بخت اور متقی ہو گیا تھا۔ اس بزرگ سے ساری کیفیت بیان کی اور کہا کہ مجھے اور آیت بتلاؤ تو بزرگ موصوف نے فرمایا کہ فِی السَّمَآءِ وَالۡاَرۡضِ اِنَّہٗ لَحَقٌّ۔ یہ پاک الفاظ سن کر اس پر ایسا اثر ہوا کہ خدا تعالیٰ کی عظمت اس کے دل پر بیٹھ گئی پھر تڑپ اٹھا اور اسی میں جان دے دی۔

پس اے عزیز تم نے دیکھا کہ خدا تعالیٰ پر بھروسہ کرنے سے کیا کیا نعمتیں ملتی ہیں اور تقوی اختیار کرنے سے کیسی دولت ملتی ہے۔ غور کر کے دیکھو وہ خدا تعالیٰ جو زمین و آسمان کے رہنے والوں کی پرورش کرتا ہے۔ کیا اس کے ہونے میں کوئی شک و شبہ ہو سکتا ہے۔ وہ پاک اور سچا خدا ہی ہے جو ہم تم سب کو پالتا پوستا ہے۔ پس خدا ہی سے ڈرو۔ اسی پر بھروسہ کرو اور نیکی اختیار کرو۔

(سیرۃ مسیح موعود جلد اول صفحہ 156)

چالیس چراغ

ایک قصہ مشہور ہے ایک بزرگ نے دعوت کی اور اس نے چالیس چراغ روشن کیے۔ بعض آدمیوں نے کہا اس قدر اسراف نہیں چاہیئے۔ اس نے کہا جو چراغ میں نے ریاء کاری سے روشن کیا ہے اسے بجھا دو۔ کوشش کی گئی ایک بھی نہ بجھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک ہی فعل ہوتا ہے اور دو آدمی اس کو کرتے ہیں ایک اس فعل کو کرنے میں مرتکب معاصی کا ہوتا ہے اور دوسرا ثواب کا اور یہ فرق نیتوں کے اختلاف سے پیدا ہو جاتا ہے۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 470)

نیکی کی کشش

انسان کے اندر نیکی اور بدی کی ایک کشش ہے۔ آدمی نیکی کرتا ہے مگر نہیں سمجھ سکتا کہ کیوں نیکی کرتا ہے۔ اسی طرح ایک شخص بدی کی طرف جاتا ہے لیکن اگر اس سے پوچھا جاوے تو کدھر جاتا ہے تو وہ نہیں بتا سکتا۔ مثنوی رومی میں ایک حکایت اس کشش پر لکھی ہے کہ ایک فاسق آقا کا ایک نیک غلام تھا۔ صبح کو جو مالک نوکر کو لے کر بازار سودا خریدنے کو نکلا تو راستہ میں اذان کی آواز سن کر نوکر اجازت لے کر مسجد میں نماز کو گیا اور وہاں جو اسے ذوق اور لذت پیدا ہوا تو بعد نماز ذکر میں مشغول ہو گیا آخر آقا نے انتظار کر کے اس کو آواز دی اور کہا کہ تجھے اندر کس نے پکڑ لیا۔ نوکر نے کہا کہ جس نے تجھے اندر آنے سے باہر پکڑ لیا غرض ایک کشش لگی ہوئی ہے اسی کی طرف خدا نے اشارہ فرمایا ہے کُلٌّ یَّعۡمَلُ عَلٰی شَاکِلَتِہٖ ہر ایک فریق اپنے اپنے طریق پر عمل کر رہا ہے۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 141)

ایک ذرا سی بات

تکبر اور شرارت بری بات ہے۔ ایک ذرا سی بات سے ستر برس کے عمل ضائع ہو جاتے ہیں۔ لکھا ہے کہ ایک شخص عابد تھا وہ پہاڑ پر رہا کرتا تھا اور مدت سے وہاں بارش نہ ہوئی تھی۔ ایک روز بارش ہوئی تو پتھروں اور روڑیوں پر بھی ہوئی تو اس کے دل میں اعتراض پیدا ہوا کہ ضرورت تو بارش کی کھیتوں اور باغات کے واسطے ہے یہ کیا بات ہے کہ پتھروں پر ہوئی یہی بارش کھیتوں پر ہوتی تو کیا اچھا ہوتا۔ اس پر خدا تعالیٰ نے اس کا سارا ولی پن چھین لیا۔ آخر وہ بہت سا غمگین ہوا اور کسی اور بزرگ سے استمداد کی تو آخر اس کا پیغام آیا کہ تو نے اعتراض کیوں کیا تھا۔ تیری اس خطا پر عتاب ہوا ہے۔ اس نے کسی سے کہا کہ ایسا کر کہ میری ٹانگ میں رسہ ڈال کر پتھروں پر گھسیٹتا پھر۔ اس نے کہا ایسا کیوں کروں؟ اس عابد نے کہا کہ جس طرح میں کہتا ہوں اسی طرح کرو آخر اس نے ایسا ہی کیا یہاں تک کہ اس کی دونوں ٹانگیں پتھروں پر گھسیٹنے سے چھل گئیں تب خدا نے فرمایا کہ اب بس کر اب معاف کر دیا۔۔۔۔۔ انسان کو چاہیئے کہ کبھی خدا تعالیٰ پر اعتراض نہ کرے

(ملفوظات جلد ششم صفحہ 57)

دوست کا انتخاب

ایک کتاب میں ایک عجیب بات لکھی ہے کہ ایک شخص سڑک پر روتا چلا جا رہا تھا راستہ میں ایک ولی اللہ اس سے ملے انہوں نے پوچھا کہ تو کیوں روتا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میرا دوست مر گیا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ تجھ کو پہلے سوچ لینا چاہیئے تھا۔ مرنے والے کے ساتھ دوستی ہی کیوں کی؟

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ 22)

حصول ثواب کی تڑپ

عالمگیر کے زمانہ میں مسجد شاہی کو آگ لگ گئی تو لوگ دوڑے دوڑے بادشاہ سلامت کے پاس پہنچے اور عرض کی کہ مسجد کو تو آگ لگ گئی اس خبر کو سن کر وہ فوراً سجدہ میں گرا اور شکر کیا حاشیہ نشینوں نے تعجب سے پوچھا کہ حضور سلامت یہ کون سا وقت شکر گزاری کا ہے کہ خانہ خدا کو آگ لگ گئی ہے اور مسلمانوں کے دلوں کو سخت صدمہ پہنچا تو بادشاہ نے کہا میں مدت سے سوچتا تھا اور آہ سرد بھرتا تھا کہ اتنی بڑی عظیم الشان مسجد جو بنی ہے اور اس عمارت کے ذریعہ سے ہزارہا مخلوقات کو فائدہ پہنچتا ہے کاش کوئی ایسی تجویز ہوتی کہ اس کار خیر میں کوئی میرا بھی حصہ ہوتا لیکن چاروں طرف سے میں اس کو ایسا مکمل اور بے نقص دیکھتا تھا کہ مجھے کچھ سوجھ نہ سکتا تھا کہ اس میں میرا ثواب کسی طرح ہو جائے سو آج خدا تعالیٰ نے میرے واسطے حصول ثواب کی ایک راہ نکال دی وَاللّٰہُ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ (البقرہ: 245) ’’اور اللہ خوب سننے والا اور بہت جاننے والا ہے‘‘

(ملفوظات جلد اول صفحہ 387)

عاطف وقاص ۔ ٹورنٹو کینیڈا

آؤ! اُردو سیکھیں

سبق نمبر 18

حرفِ ربط Preposition

جیسا کے نام سے ظاہر ہے یہ حروف دو یا دو سے زیادہ اشیاء میں پائے جانے والے تعلق کو بیان کرتے ہیں۔ یہ تعلق وقت اور جگہ کے لحاظ سے بھی ہو سکتا ہے اور کیفیت و حالت کے لحاظ سے بھی۔ مشکل الفاظ سے گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے ہم انشاء اللہ آسان ترین الفاظ میں وضاحت کرنے کی کوشش کریں گے۔ گزشتہ سبق میں ہم نے کو، سے، میں، کے، تک اور پر وغیرہ کے بارے میں پڑھا تھا آج ہم اس سے آگے کے حروفِ ربط کو جاننے کی کوشش کریں گے۔

کو، سے، میں، کے، تک، پر، آگے، طرف، نزدیک، ساتھ، کی طرف، کے ساتھ

Ahead, in front of, before, next, further, moreover آگے

حرفِ ربط 'آگے' اردو میں کئی طریقوں سے استعمال ہوتا ہے جیسا کہ انگریزی الفاظ سے واضح ہے۔ سب سے پہلا استعمال جگہ کے لحاظ سے کیا جاتا ہے تاکہ بتایا جاسکے کہ کوئی چیز دوسری چیزوں کے لحاظ سے کہاں پر ہے۔ جیسے

اس گھر سے آگے میرا گھر ہے۔

میرے گھر کے آگے کھیل کا میدان ہے۔

بچے اپنے گھر کے آگے کھیل رہے ہیں۔

دوسرا استعمال درجہ بندی کے بیان کے لحاظ سے ہوتا ہے جیسے

خدا کے آگے سب انسان برابر ہیں۔

اس کے آگے دولت کی کوئی اہمیت نہیں ۔

ایک بہادر کے آگے جنگ ایک کھیل ہے۔

ایک استعمال اس کا مندرجہ ذیل مثال سے واضح ہوتا ہے۔

داستان میں اس سے آگے کیا ہوتا ہے؟ اس سے آگے کہانی ایک دلچسپ موڑ لیتی ہے۔ وغیرہ

مزید مثالیں:

تم آگے آگے چلو۔

یعنی رہنمائی کرنا، حفاظت کرنا۔

سب آگے پیچھے چلو۔

یعنی قطار بنا کر چلو۔

اس کے نہ کوئی آگے ہے نہ پیچھے۔

یعنی اس کی کوئی فیملی نہیں ہے۔ نہ والدین ہیں نہ بچے۔ پیچھے سے مراد والدین اور آگے سے مراد اولاد

انسان کے اعمال اس کے آگے آتے ہیں۔

یعنی یہاں 'آگے' سے مراد نتائج کا ظاہر ہونا۔

ہرن گاڑی کے آگے آگیا۔

یہاں آگے سے مراد ہے اچانک سامنے آجانا، ٹکرا جانا وغیرہ

انسان کو آگے کی طرف دیکھنا چاہیے۔

یعنی ترقی کرنی چاہیے، مستقبل کو سامنے رکھنا چاہیے۔

Support, advocacy, self, Toward طرف

یہ حرفِ ربط جغرافیائی اعتبار سے کسی چیز کی سمت متعین کرنے یا پوچھنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ مثلاً

یہ سڑک کس طرف جاتی ہے۔

یعنی اس سڑک کا دوسرے راستوں سے یا علاقوں سے کیا تعلق ہے اور اس کی ڈائرکشن کیا ہے۔

اس طرف دیکھو۔

یعنی اُس سمت میں دیکھو یا اُس جانب دیکھو۔

آپ ہماری طرف کب آئیں گے۔

اس کا مطلب ہے کہ آپ ہمارے گھر، شہر، دفتر کب آئیں گے یا آپ ہمارے ہم خیال کب ہوں گے۔ آپ کب ہم سے اتفاق کریں گے وغیرہ

وہ کس کی طرف ہے۔

یہاں 'طرف' کا مطلب ہے حمایت یا ہم خیال ہونا یعنی کوئی شخص کس کی سائیڈ پہ ہے، کس ٹیم میں ہے، کس سیاسی جماعت میں ہے وغیرہ

پہلے اپنے گھر کی طرف دیکھو پھر دوسروں پہ تنقید کرنا۔

یہاں 'طرف' کا مطلب ہے اپنی ذات کو اور اس سے متعلق معاملات کا جائزہ لینا۔ خود کو پرکھنا۔

گھر کی اطراف میں پودے لگائیں ۔

یہاں 'طرف' کی جمع 'اطراف' استعمال ہوئی ہے جس کا مطلب ہے ارد گرد۔

وقت اور تاریخ کے لحاظ سے بھی 'طرف' کا استعمال ہوتا ہے جیسے

یہ واقعہ بعض تاریخی واقعات کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

یعنی اس واقعہ کا بعض تاریخی واقعات سے تعلق ظاہر ہوتا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

جو لوگ بد گمانی کو شیوہ بناتے ہیں
تقویٰ کی راہ سے وہ بہت دور جاتے ہیں
بے احتیاط اُن کی زباں وار کرتی ہے
اِک دم میں اُس علیم کو بیزار کرتی ہے
اِک بات کہہ کے اپنے عمل سارے کھوتے ہیں
پھر شوخیوں کا بیج ہر اِک وقت بوتے ہیں
کچھ ایسے سوگئے ہیں ہمارے یہ ہم وطن
اُٹھتے نہیں ہیں ہم نے تو سوسو کئے جتن
سب عُضو سست ہوگئے غفلت ہی چھاگئی
قوت تمام نوکِ زباں میں ہی آگئی
یا بد زباں دکھاتے ہیں یا ہیں وہ بد گماں
باقی خبر نہیں ہے کہ اسلام ہے کہاں
تم دیکھ کر بھی بچو بدگمان سے
ڈرتے رہو عقابِ خدائے جہان سے
شاید تمہاری آنکھ ہی کر جائے کچھ خطا
شاید وہ بد نہ ہو جو تمھیں ہے وہ بد نما
شاید تمہاری فہم کا ہی کچھ قصور ہو
شاید وہ آزمائش ربّ غفور ہو
پھر تم تو بدگمانی سے اپنی ہوئے ہلاک
خود سر پہ اپنے لے لیا خشمِ خدائے پاک
بندوں میں اپنے بھید خدا کے ہیں ہزار
تم کو نہ علم ہے نہ حقیقت ہے آشکار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم (نصرت الحق)۔ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 18،19)

مشکل الفاظ کے معنی

بدگمانی: Suspicion/ guess بنا ثبوت و مشاہدہ کسی کے بارے میں برا خیال کرنا

شیوہ: عادت بنا لینا

وار کرنا: حملہ کرنا

علیم: کامل علم رکھنے والا۔ خدا تعالیٰ کی ایک صفت

بیزار کرنا: ناخوش کرنا۔ ناراض کرنا

اِک دم: At once/ immediately

شوخیاں: مبالغہ کرنا، بڑھ بڑھ کے باتیں بنانا

بیج بونا: زمین میں بیج ڈالنا۔ محاورتاً اس کا مطلب ہے بات کو آگے سے آگے بڑھاتے چلے جانا۔

جتن: کوشش

عضو: Body part/s

ست: Lazy/ slow

نوکِ زباں: Using tongue as a sharp knife/ harsh language

عقابِ خدائے جہان: دنیا کے خدا کی سزا

خطا: Error غلطی کرنا

بد: Evil

بد نما: Seems evil

فہم: Understanding

خشمِ خدائے پاک: خدا تعالیٰ جو ہر عیب سے پاک ہے اس کی ناراضی یا غضب

بھید: راز

آشکار: Disclosed چھپی ہوئی بات کا ظاہر ہوجانا۔

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION · Download on the App Store · GET IT ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے مولا کے حضور عرض کرتے ہیں کہ:

’’اے میرے رب! مَیں نے تجھے اختیار کیا ہے پس تو بھی مجھے اختیار کر اور میرے دل کی طرف نظر کر اور میرے قریب آ جا کہ تو بھیدوں کا جاننے والا ہے اور ہر اُس چیز سے خوب باخبر ہے جو غیروں سے چھپائی جاتی ہے۔ اے میرے رب! اگر تو جانتا ہے کہ میرے دشمن سچے اور مخلص ہیں تو مجھے اس طرح ہلاک کر ڈال جیسے سخت جھوٹے ہلاک کئے جاتے ہیں۔ اور اگر تو جانتا ہے کہ مَیں تجھ سے ہوں اور تیری طرف سے بھیجا گیا ہوں تو تو میری مدد کر، تو میری مدد کے لئے کھڑا ہو کہ مَیں تیری مدد کا محتاج ہوں‘‘۔

(اعجاز المسیح، روحانی خزائن جلد 18۔ صفحہ 204-203)

چھوٹی مگر سبق آموز بات

خدا کے حضور رونے کا فائدہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’حدیث میں آیا ہے کہ جب انسان بار بار رو رو کر اللہ سے بخشش چاہتا ہے تو آخر کار خدا کہہ دیتا ہے کہ ہم نے تجھ کو بخش دیا۔ اب تیرا جو جی چاہے سو کر۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ اس کے دل کو بدلا دیا اور اب گناہ اُسے بالطبع بُرا معلوم ہو گا۔ جیسے بھیڑ کو مَیلا کھاتے دیکھ کر کوئی دوسرا حرص نہیں کرتا کہ وہ بھی کھاوے، اسی طرح وہ انسان بھی گناہ کی حرص نہ کرے گا جسے خدا نے بخش دیا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد اول صفحہ 4)

مرسلہ: شیخ مجاہد احمد شاستری۔ قادیان

طلوع و غروب آفتاب

23 ستمبر 2021ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	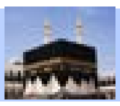	04:53	18:16
مدینہ منورہ	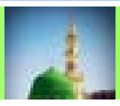	04:53	18:17
قادیان	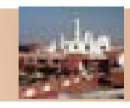	04:56	18:24
ربوہ		04:36	18:04
اسلام آباد ٹلفورڈ		05:21	18:59

ضروری اعلان

تاریخ جلسہ ہائے سالانہ جماعت احمدیہ عالمگیر (حصہ دوم)

محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے روزنامہ الفضل آن لائن کو جلسہ سالانہ برطانیہ 2021ء کے موقع پر ایک خصوصی شمارہ شائع کرنے کی توفیق نصیب ہوئی جس میں مختلف ممالک میں منعقد ہونے والے جلسہ ہائے سالانہ کی مختصر تاریخ پیش کی گئی تھی۔ اس خصوصی شمارے میں دنیا کے 13 ممالک کے جلسہ ہائے سالانہ کی مختصر تاریخ شامل اشاعت تھی جسے قارئین کرام نے بے حد پسند کیا۔ فَالْحَمْدُلِلّٰہِ عَلٰی ذَالِكَ۔

سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت اور دعا سے روزنامہ الفضل آن لائن ان شاء اللہ العزیز جلسہ سالانہ جرمنی کے موقع پر چند مزید ممالک کے جلسہ ہائے سالانہ کی مختصر تاریخ پیش کرنے کا ارادہ رکھتا ہے جسے ’’تاریخ جلسہ ہائے سالانہ عالمگیر (حصہ دوم)‘‘ کا نام دیا جائے گا۔

اس ضمن میں احباب کرام کی خدمت میں اطلاعاً عرض ہے کہ قارئین کی سہولت کے لئے ’’تاریخ جلسہ ہائے سالانہ عالمگیر (حصہ دوم)‘‘ کو ایک شمارہ میں شائع کرنے کے بجائے 5 اقساط میں شائع کیا جا رہا ہے جو ان شاء اللہ مؤرخہ 5 اکتوبر 2021ء سے 9 اکتوبر 2021ء تک روزنامہ الفضل آن لائن کی زینت بنے گا۔ اس جدت کا واحد مقصد جلسہ سالانہ کے پُرکیف روحانی سرور کو زیادہ دیر تک دلوں میں قائم رکھنا اور برابری کی سطح پر روزانہ الفضل کا مطالعہ کرنا ہے۔ معزز قارئین سے گزارش ہے کہ وہ ہمیں اپنی رائے اور تجاویز سے ضرور نوازیں کیونکہ روزنامہ الفضل آن لائن آپ کا اپنا اخبار ہے اور آپ ہی فی الحقیقت اس کا سرمایہ ہیں۔

جَزَاکُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی اَحْسَنَ الْجَزَآءِ وَکَانَ اللّٰہُ مَعَکُمْ۔

(ایڈیٹر)

اعلانِ کامیابی

- مکرم عبد الہادی قریشی۔ سیرالیون سے اعلان بھجواتے ہیں کہ:

عزیزم صباح الدین احمد (وقفِ نو) ابن مکرم ڈاکٹر فاتح الدین احمد (واقفِ زندگی) احمدیہ ہسپتال کینیما، سیرالیون نے خدا تعالیٰ کے فضل اور حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی پُر شفقت دعاؤں سے سیرالیون میں BECE (میٹرک) کے امتحان میں 85٪ فیصد نمبروں سے کامیابی حاصل کی ہے۔

الحمد للہ۔

عزیزم صباح الدین احمد، چوہدری علی محمدؓ صحابی حضرت مسیح موعودؑ کی نسل سے ہیں اور مکرم چوہدری ناصر احمد آف گجرات (حال مقیم کینیڈا) کے پوتے اور مکرم ملک مظفر احمد آف سیالکوٹ (حال مقیم کینیڈا) کے نواسے ہیں۔ عزیزم کے لئے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے جماعت کے لئے مفید وجود بنائے، آئندہ بھی نمایاں کامیابیوں سے نوازے اور صحت و سلامتی والی لمبی زندگی سے نوازے۔ آمین